اینجانب

سو دن سو دن کیا کرے سو وت آوے نیند
تیرے جم سرہانے یوں کھڑا جیسے تورن آگے نیند

حضرت کسی موت کے نام سے دم نکلنے والے ڈرپوک انہوں نے کنجروں کی دھن میں کیا غضب کا دوہا کہا ہے۔ کوئی سر گھٹا کم ڈاڑھیا فنا فی الدنیا صوفی سمجھے تو سن ہو جائے یہی دوہا پڑھا کرے کہ گویا نوڑے کے ہاتھ میں دیا جائے سے بچے کان ادھر دھریے کہنے والا کہتا ہے کہ تیرے سرہانے حضرت ملک الموت یوں کھڑے ہیں جیسے پھول پان کے جھالردار دروازے کے آگے دولھا کھڑا ہوتا ہے۔ کہ دلہن کو بغیر لئے ٹلنے ہی کا نہیں۔ کیشر نے انسان کی نابود زندگی کی گویا تصویر کھینچ دی۔ اور یہ اسلئے کہ آجکل برسات کی خوشگوار و غفلت آور ہوا سے عیش پسند طبعیت لوگ نیند کے متوالے ہو کے غنی ہو جاتے ہیں۔ انہیں متوالوں کی شان میں نسیم دہلوی کہہ گئے ہیں ؎

کچھ ایسے سوئے ہیں سونے والے کہ جاگنا حشر تک قسم ہے

اللہ میاں نے دن تو کام دھندے کے لئے بنایا ہے اور رات سونے اور اپنے ذکر و اذکار کے لئے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

چار پہر دھندو لگو چار پہر رہا سوئے
رام بھجا نہیں اک گھڑی مکت کہاں سے ہوئے

مگر یہاں رات تو رات کام دھندے کا چار پہر دن بھی پہلوانوں کی سی نیند بے خواب خرگوش میں گنوا دیتے ہیں۔ گویا آجکل ہر فرقہ کے بیگانے اصحاب کہف کے کتے کی مبارک جون میں آئے ہوئے ہیں۔ ہر ز زلزلہ، جھکوے دسے یکر چھوڑے مگر کیا مجال کہ کروٹ لیں۔ ہمارے سی رات کے چاروں پہر ہر نوع ہر نبع انسان کے لئے بٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ اسی لئے کسی نے کہا ہے ؎

پہلے پہرے سب کوئی جاگے دوسرے پہرے جوگی
تیسرے پہرے تسکری جاگے چوتھے پہرے بھوگی

مگر اب تو سب وہاں بائیس پنسیری ہوگئے۔ سب موت سے غرہ باندھ کے دگوانیاں بیکر تعدادی کھنوائی پڑے ہیں۔ سو کھانے کا ہوش نہ پینے کے حواس۔ اسپر کہتے ہیں کہ عجب سستی و کاہلی کے دن آئے ہیں۔ بھئی سچ ہے مکھیاں بھی ان دنوں تو حد سے ہو کے بوجھل ہو جاتی ہیں۔ پھر مکھی مار بنے چمار کیوں نہ ہوں۔ کسی ملک میں تین مہینے کی رات ہوتی ہے۔ کسی میں چھ مہینے کی۔ یہاں بھلا چار مہینے کی رات تو ہو۔ مگر ان دنوں میں بھی کسی دن اور رات کا گھسہ کبھی کبھی بادن دے پے تو ان کی مومیائی نکال دیتا ہے۔ جس سے مانس گندھ پھیلی پھیلی پھرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آدمیوں کی سارس کی سی جوڑیاں بھی رات کو چھٹتے ہی سے چکوا چکوی کی طرح الگ ہو جاتی ہیں۔ ایک اُس پلنگ پر تو ایک اُس پلنگ پر۔ کبھی ایک سے دو ہو ہی نہیں سکتے۔ پیاس کی شدت جدائی کی چھری بنائے دیتی ہے۔ پھر کہئے تو وصل کے اس تنعم کس طرح اڑیں۔ کہیں حضرت بے تاریخ اینجانب بھی پسینہ میں ڈوبی ہوئی لیا کی کروٹیں لیتے ہیں۔ کہ کوڑی زغند لگانے والے بھی ٹانگ تلے سے نکل جانے کی آرزو میں کھینچ کھینچ کے رسہ تانی کرنے لگیں۔ سچ تو یہ ہے ؎

کون ہوتا ہے بُرے وقت کا ساتھی یارو
جسے سایہ بھی شب ہجر کہیں دور رہا

مال حرام بود بجائے حرام رفت

اینجانب اس مثل عنوان کے سمجھنے میں ہمیشہ بغلیں جھانکتے تھے۔ کبھی سے نوابوں کے مال کی طرف خیال جاتا تھا کبھی چندہ گیروں کی وصول شدہ رقوم پر اور کبھی جوئے کے روپے پر۔ کبھی یتیم و مسافر و مساکین کے غصبی مال پر۔ کبھی سود خواروں کے سودی روپے پر۔ اب معلوم ہوا کہ کسی پرانے دقیانوسی ریفارمر نے چوری کے مال کی نسبت یہ مثل گھڑی تھی۔ تسلیم کیا گیا کہ بقال کی مجبوری ہے کہ حرام طریق پر درکار نا چاہئے۔ امرتسر میں شاید چوری کے بکرے بہت سے اکٹھے ہو گئے۔ جنکا حلال کرنا حرام ہے۔ گوشت خور ہندوؤں نے جھٹ پٹ جھٹکے کی دوکان کھولنے کی تجویز نکال ماری۔ حرام کو حرام ہی طور پر ہضم کرنا چاہا تاکہ مثل پوری ہو۔ اور منہ آتے ہیں کہ حرام کیوں ہے گردن پر چھری آگے سے پھیری جائے یا پیچھے سے جانور حلال ہو جاتا ہے۔ بھئی خیر یہ تو جیتے جاگتے کو مار کے کھانے کا عزم رکھتے ہیں۔ انکا کوئی کیا کرے ہے جو مرے ہوئے بکرے کو چٹ کر جاتے ہیں اور کہتے ہیں مسلمانوں کی یہ خوب بات ہے اپنی ماری تو حلال بھگوان کی ماری حرام ✦

اندھے کی داد نہ فریاد اندھا مارے بیٹھے گا

زمانہ کی ہوا دیکھ کے اس پہیلی کی بوجھ بھلا کوئی گورا یا کالا تا سکتا ہے۔ اینجانب اگر کچھ نہ دے سکینگے تو داد ضرور دے نکلینگے کہتے نہیں تو مینکتے پھرنا ✦ پنچ

یاران ہم قالب

نمونہ منگانے کے ہیں ہزار طریق

کیا لطف کی بات ہے۔ کہ آجکل اخبار کا نکالنا کچھ مشکل کام نہیں سمجھا جاتا۔ خالہ جی کا گھر۔ بچوں کا گھروندا ہے۔ کہ جب جی چاہا اجازت لی اور جاری کر دیا۔ چلتا نہ دیکھا تو بند کیا۔ اور چپکے بیٹھ رہے۔ سرمایہ پاس نہیں۔ لیاقت ندارد۔ عام معلومات کا وہ حال کہ توبہ ہی بھلی۔ کسی بھٹیارے (ہمعصر) نے لغفی ہاتھ چڑھے تو اُسکے منہ آ گئے۔ چندہ یا سہارا تو کام کاسے ہونے کی ٹھہرائی۔

نونچی اور نادہندے اخبارات کے لئے خاصکر دیمک کا حکم رکھتے ہیں۔ چلے جا رہے ہیں غولے پہ نمونے۔ لیکن قیمت بھیجے۔ بھلا ممکن ہی نہیں۔ ایسا سبق پڑھا ہی نہیں۔ ناتجربہ کار معمولی نمونوں پر بھی آئندہ بہبودی کا دارومدار رکھتے ہیں۔ اور آخر کار انکا تین پات ہو جاتا ہے۔ وہ بڑے حوصلے بڑی تمنا۔ بڑی آرزو کے ساتھ اخبار جاری کرتے ہیں۔ لیکن بڑی حسرت۔ بڑی نا امیدی۔ بڑی مایوسی کے ساتھ بند کرتے ہیں۔ ایسوں کی سزا یہی ہے۔

اپنجانب دیکھتے ہیں کہ ان دنوں ہر کس وناکس کو اخبار نکالنے کی اُدھر نمونچیوں کو نمونہ منگانے کی ہوس ہے۔ لہذا ذیل میں درخواستوں کے چند نمونے تحریر کئے جاتے ہیں۔ کہ معاملہ لیس رہے۔ ادھر نیا اخبار نکلا اُدھر نمونے کے لئے کارڈ چلا۔ حاجتمند جھٹ پٹ لکھدیا کریں۔ سوچنے سمجھنے کی ضرورت ہی نہ رکھیں۔ یاد رہے کہ یہ درخواستیں پیٹنٹ شدہ ہیں۔ بھلا ممکن ہے کہ کوئی درخواست بھیجی جائے۔ اور اُسکی تعمیل ہو ایسی ٹال نہو دیگر یہ کہ یار لوگ گندہ بیروزہ ملاکر اپنے نام سے نہ دھر گھسیٹیں۔ ورنہ خود حضرت شریف کا نمونہ عدالت میں بلا لیا جائیگا۔ ہاں تو اچھا سنئے وہ درخواستیں یہ ہیں

(۱) آپکے اخبار کا اشتہار نظر سے گذرا۔ مہربانی فرماکر ایک پرچہ نمونتاً ارسال فرمائیے۔

(۲) تھوڑا عرصہ ہوا مسلم کلب میں آپکا اخبار دیکھا تھا۔ ایک پرچہ نمونہ کے بطور بھیجئے۔ پڑھکر اپنے ارادہ سے مطلع کرونگا۔

(۳) ایک دوست سے آپکے اخبار کی تعریف سنی۔ کیا آپ نمونے کے لئے ایک پرچہ ارسال فرما سکتے ہیں؟

(۴) ایک اخبار اس ہفتہ کا روانہ کیجئے۔ اگر پسند ہوا تو چندہ پیشگی بھیجا جائیگا۔

(۵) آپکے اخبار کی اشاعت کتنی ہے؟ اُجرت کیا ہے؟ ایک پرچہ بطور نمونہ بھی بھیجئے۔ اشتہار درج کرانا ہے۔

(۶) اس اشتہار کے اخبار کے اندراج کی کیا اُجرت ہوگی۔ ایک پرچہ روانہ فرمائیے۔ تاکہ معلوم ہو کس ڈھنگ کا اخبار ہے۔

(۷) عرصہ ہوا جب آپکا اخبار نظر سے گذرا تھا۔ اب یہ دیکھنا ہے۔ کہ آجکل کس حالت میں ہے۔ ایک پرچہ ارسال فرمائیے۔ تاکہ عندیہ ظاہر کرنے کو ترجیح

(۸) فلاں اخبار میں آپکے پرچہ کا حوالہ دیکھا۔ ایک پرچہ نمونتاً بھیجئے۔ بشرط پسند جاری کرا لیا جائیگا۔

(۹) ایک اخبار میں آپکے پرچہ کا مضمون درج تھا۔ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ عمدہ پرچہ ہے۔ کیا آپ ایک سالم پرچہ عنایت کر سکتے ہیں۔ تاکہ ٹھیک طور سے اندازہ کرنے کا موقع ملے۔

(۱۰) ایک پرچہ نمونتاً ارسال فرمائیے۔ اور یہ بتلائیے۔ آیا مقررہ چندہ میں رعایت ہو سکتی ہے۔ میں ایک غریب آدمی ہوں مگر اخبار کا چسکا ہے۔

(۱۱) آج باتوں باتوں میں فلاں رئیس سے آپکے اخبار کا ذکر کیا فرماتے تھے ہمیں دکھلانا۔ لہذا مستدعی ہوں کہ ایک پرچہ فوراً بھیجا جائے تاکہ میں اُن کے پاس لے جاؤں۔

(۱۲) میں نے سنا ہے کہ آپکا اخبار ہر شخص کے مذاق کے موافق ہے۔ اگر یہ بات ہے۔ تو ایک پرچہ بھیجئے۔

فی الحال اتنی درخواستیں ہی کافی ووافی ہیں۔ لیکن اگر نوٹس کیا گیا کہ اخبارات حشرات الارض۔ مچھلیوں کے انڈوں۔ برسات کے مینڈکوں۔ تخم کی پود کی طرح بڑھتے ہی جاتے ہیں۔ تو اور گھسیٹ دی جاینگی۔ گھبرانے دہلنے کی بات نہیں۔

راقم۔ ہزاروں جوش ہیں گو ان دنوں اپنی طبیعت میں
مگر مضمون لکھیں کیا ہم پڑے ہیں سخت حیرت میں

بقلم۔ مسٹر اے آر بیرسٹی از لکھنو

کیا ہمارا بھی کٹ گیا

ارے بھئی مجیو - دوڑیو - تھامیو - دھریو - پکڑیو - کٹ گیا - آہ کٹ گیا - وہ ہائی پیچ کی - ارے بھئی کیا کٹ گیا - کسی ناقابل رشوت خور ملازم ...

میاں پنچ بتاؤ کیا کٹ گیا ـ حقیقت کٹنے کی کیا ہے ـ بتاؤ مجکو جلدی سے ـ وہ تو بی خضر سلامت رہیں اور انکے چاہنے والے بھی زندہ رہیں ـ سو سوا سو چہ حقیقت دارد ـ دیگر نباشد وہ تو سوداگر بچہ اند ـ کتنا جاتا ہے اور کتنا جائیگا ـ ہزاروں کا کٹا ہے اور لاکھوں کا کٹے گا ـ کروڑوں گھر تباہ و برباد نیست و نابود ہوئے ـ میاں پنچ ہی کیا ہے ـ لاکھ ملی تو کروڑ ڈالو ـ جی ان ڈیلوں کی ریل پیل ہی ہے کیوں نہ ڈالو ـ العرجۃ نباشد یہاں تو وہی قصہ ہے ـ ہاتھی آئیں گھوڑے جائیں اونٹ بچارے غوطہ کھائیں ـ ہاں بتاؤ کہ پھر کیا کٹ گیا ـ بی بھولی جان شجاع گنج والی کے بائسکوپ کا ٹکٹ کٹ گیا یا انکے سر کا بے سرہ ٹکٹ کٹ گیا ـ ہات تری سمجھ کی دم میں بیوقوفی کا ڈنڈا ـ یہ تو بھولی جان ہیں ـ بی بھولی جان کے کیا کہنے واللہ ماشاء اللہ دکھو آئے دن ساون کے اندھوں کی طرح ہری ہری سوجھتی رہتی ہے ـ ابھی کبھی تصورتیں مزاج عیاش طبع کان کے اندھے آنکھ کے پورے کو ـ اسے تو پہ علم فلاں کر گیا ـ آنکھ کے اندھے گانٹھ کے پورے کو پھانسنے کے لئے وہ رنگدار کپڑے انگلیوں پر دم لدیئے ـ کبھی مالا لیکر جپے اور نیچے سر سے الاپنے لگیں ـ وہ تو انکے چاہنے والے یا کالے کلوٹے بیگن لیئے دائم قائم رہیں ـ جو ہر پہر کے معین سنار ڈال پیلا کرتے رہتے ہیں ـ ورنہ یہ بے عمری رنڈی کب کا نہ بجرہ خالی کر دیتی ـ اور یہی وجہ ہے جو انکے بائسکوپ کا کل ٹکٹ خود آگے سے پیشتر کٹ گیا ـ کیا سمجھے کیا کٹ گیا ـ لو چلو گھر کی راہ دیکھو ـ نو دو گیارہ بنجاؤ ـ میاں پنچ کیسی بات کہتے ہو ـ یہ دوستی ہی کو شنی ـ ہم تم لنگوٹیا یار ہیں ـ اکثر پاکخانہ میں کھیلا کرتے تھے ـ اب تمہیں انصاف کرو ـ کہ اس وقت میں نو دو گیارہ ہو جائیں ـ بتاؤ کیا کٹ گیا ؟ جی چند اکلکتہ والی کا دم چھلا کٹ گیا ـ ارے بھئی پکیا نام ـ ہاں ہاں یہ تو وہی ڈاکخانہ والی گلپوسٹی کی بغل میں رہتی ہیں نا ـ ارے واہ ـ ایشور کی دیا سے بی صاحبہ بڑی ڈبل کمسن معلوم ہوتی ہیں ـ جب ہی تو اخباروں میں دیکھا دیکھی اپنا لیٹر بکس کھول دیا ـ ارے واہ اور علم اشتہار دیدیا کہ بیرنگ ٹکٹ ڈالو ـ پیکٹ ڈالو ـ پارسل ڈالو ـ لفافہ ڈالو ـ پوسٹ کارڈ ڈالو ـ غرض دنیا بھر کی چیزیں ڈالو ـ محصول معاف ـ اور تاجروں بنئے بقالوں کے لئے تو بالکل مفت المفت بلکہ انکی اور کچھ خدمت کی جائیگی ـ وہ یہ کہ انکے نامہ پر بی صاحب کی خاص مہر رہیگی ـ کیوں بی صاحبہ ہم بھی ہیں نامہ نگار ـ کبھی کبھی ڈال دیا کریں تو غصہ تو نہو گی ـ ابھی میں زندہ اسامی ہوں انشاء اللہ بیرنگ ہی ڈالونگا ـ ارے واہ بی صاحبہ کے کیا کہنے ـ ایشور کی دیا سے قوم کی دو بیدہ بھی اچھی ـ بی گرمی خانم کا سشیا ناس کہ بی صاحبہ کو بھی پھسا کر گوانہ بنا رکھا ہے ـ ہاہاہا قہ قہ قہ اجی بی صاحب کے دندان شریفہ ٹوٹے نظر آتے ہیں اجی ابھی دودھ کے دانت بھی نہیں ٹوٹے ہیں ـ جوانی کے دانت کہاں ـ لیکن چہرہ شریفہ پر بیماری کے آثار نمودار ہیں ـ اور یہ دو بڑھیاں کون ہیں قہ قہ قہ تخم تخم ہاہاہا ـ اجی کیا آپنے نہیں پہچانا ـ جی نہیں ـ اجی یہ بڑھیاں بی صاحب کے لیٹر بکس کے خطوط برآمد کرنے پر ملازم ہیں ـ یا یاروں کے ڈاک پہنچانے ملے آنے پر معین ہیں یا یوں کہیے کہ اہلکاران لیٹر بکس ہیں ـ میاں وہ بتاؤ کہ کیا کٹ گیا ـ ہات تیری بق بق کی دم میں دق دق کا نوکدار نہدا ـ عجیب وحشی معلوم ہوتے ہو ـ کٹ گیا کٹ گیا کی دھوم مچا رکھی ہے ـ لو سنو ـ نامہ نگاران پنچ صاحبان کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ حضرات عرصہ سے مضامین لکھنے سے ہاتھ دھو کر بیٹھے ہیں ـ یہ اچھا شیوہ نہیں لہذا بذریعہ کاغذی نوٹس کی اطلاع دیجاتی ہے ـ کہ آیندہ آپکی ایسی غفلت اور بیہوشی پر خفا ہو کر نام نامی رجسٹر نامہ نگاری سے کاٹ دینگے ـ اور بہتوں کا کٹ گیا ـ بھیا پنچ ذرا ملاحظہ تو کرو کہ ابنجاب کا بھی کٹ گیا ہے یا صحیح سلامت ہے جی نہیں تمہارا نہیں کٹا ہے بلکہ صحیح و سلامت ہے ـ خوش باش ٭

راقم ست پھندے کے قلندر بھوت ناتھ کہلاوٹ ہیں

بقلم مجنوں بی پی

وہی تھا کہتے تھے سب جسکو حضرت دانا
فلک نے آج نہ رکھا شمار کے قابل

انا للہ و انا الیہ راجعون

حضت دنیا کی الٹ پلٹ نے اپنا رنگ کچھ ایسی پختگی سے جما رکھا ہے کہ ایک منٹ چین و آرام سے رہنے کی تو کیا ساعت العدام التجزی نیز مفقود الکمنان ہے ـ اب دیکھیے کسی زمانہ میں طاعون نہایت دلاوری اور شجاعت سے آدھمکتے ہیں ـ کبھی مرزا بخار صاحب بڑی شان و شوکت سے زرق برق ہو کر آ پہونچے ہیں گا ہے آپکے مولانا جناب ہیضہ صاحب (اُف) دور دورہ الگ جا بیٹھتے ہیں ـ بس یہ ہی طلے نہج ایک ہفتہ ایک مہینہ رہکر ہلچل مچا جاتے ہیں ـ واہ صاحب یہ تو خوب سنائی ـ اطبا اور ڈاکٹر پھر کس کام کے ٹھیرے ـ کیا انڈے سیا کرتے ہیں ـ نہیں یہ بات تو نہیں ہے ـ بخار ـ طاعون ـ ہیضہ وغیرہ وغیرہ کا علاج تو ضرور جانتے ہیں ـ اور کر بھی لیا کرتے ہیں ـ لیکن جب موت آجاتی ہے تو

حکیموں اور ڈاکٹروں کے بہم علاج کرنے سے بھی کچھ فائدہ نہیں ہوتا - اچھا سعدی نے کیا خوب کہا ہے ؎

ملک الموت را بحیلہ دفن
نتوانی کہ پنجہ برتابی

اجی ابھی ابھی ۶ تاریخ کو بروز جمعہ مسٹر عبد الحفیظ (خدا آپکو جنت نصیب کرے) اس دار فانی کو خیرباد کہکر خلد بریں کو راہی ہوئے - انا للہ و انا الیہ راجعون - ایں کیا بہت دنوں سے بیمار تھے ؟ اجی حضرت کیسی بیماری اور کیسا مرض یوں کہئے کہ دن پورے ہوگئے تھے انکی عمر تقریباً ۳۰ سال کی ہوگی - ابھی تک انہوں نے دامن تمنا کو گلشن ہستی کے پھولوں سے بھرنے نہ پایا تھا - کہ باد خزاں نے اپنے گرم گرم جھونکوں سے تمام زندگی کے پھولوں کو پژمردہ بناکر تہہ خاک دبا دیا - افسوس صد افسوس

خوش اخلاقی اور خوش اسلوبی انکا مسلک اور شیوہ تھا - اور انگریزی دانوں میں جو ایک خاص عیب ہے اس سے بفضلہ بری سے یعنی نماز روزہ کے بہت پابند اپنے ہمعصروں نئے خیال کی روشنی والوں سے کوسوں دور - خدا تعالےٰ ان کے والد بزرگوار اور چھوٹے چھوٹے بھائیوں کو صبر جمیل عطا فرمائے ؞

راقم - نہ قبر سکندر نہ ہے قبر دارا
مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے

بقلم زین الدین از سہسرام

ہم نہ کہتے تھے کہ دیکھو نہیں اچھے یہ کام
اس بری بات کا آخر کو بد انجام ہوا

بندے ماترم کی بات پر کیا کیا کچھ زمین آسمان کے قلابے ملائے ہائے - جدید صوبہ نے سرکار کیا بندے ماترم جرم قرار دیا پولیس نے بقول اخبارات مارا پیٹا ستایا - مجسٹریٹ نے جرمانہ کیا - وہ رعب کا سکہ جمایا جس نے جیکا یا بندے ماترم کا نعرہ انہی کا گلا دبایا - ادھر بندے ماترم کی وہ لے بڑھی کہ آندھی تو آندھی طوفان نے بھی بندے ماترم کی ہانک لگائی - حکم امتناعی سے آنکھ چرائی اور وظیفہ طوطہ چشمی سے رو کھی شکل بنا میں سے بندے ماترم کی رٹ لگائی ادھر بنگالہ کا منتر کارگر ہوا - کاؤنرو دیس سے آدیس ہوجا دو وہ بدور ڈھکر انکو بنگالیا - جب ہی تو گورنمنٹ انڈیا کے بابت موقوفی بندے ماترم کے سرکلر کو منسوخی کا حکم سنایا - بنگالہ نے خوشی کا باجا بجایا - ظریفوں نے شکریہ

ادا کیا بنبلوں نے مونچھوں کو تاؤ دیا چلو جی سودیشی والوں کی بن پڑی پولیس مجسٹریٹی کو کیا پڑی وہ تو مسٹر سر بلی فلر بہادر تقسیم بنگالہ کے فلر پارٹ کو جیسا رکھنا پسند ہوگا رکھینگے ہمیں تمہیں کیا - ہمیں تمہیں یہ کہ بنگالہ کے سید صاحب اسپیکر کے اسپیچ اور بمبئی کے قاضی صاحب کی نصیحت سے سمندر پار دور رہو - لیکن نواب صاحب والا قدر محسن الملک بہادر علی گڑھ کالج کے اسپیچ کو سبق کے طور سے حفظ کرکے دستور العمل بناؤ - جو اتفاق پر دیا ہے - تو بھی جرمنی شکر کے بدلے ملاں جیون صاحب کی گڑ ہیت کے گڑ کی کھانڈ لال ریتا بنارس کی بورا بورا ہوگئی شاہجہانپور کی شکر نادار واہ بے سودیشی یہ نیری باتیں جنتو بکچھ ہو خوگر لوب کے لوب آر لو بینگے واہ صاحب یہ خوب کہی - صاف سفید چمکدار قلمی سے توبہ کریں اور گڑ کا مادہ ہڑپ کریں ہاں ابھی ملاں جیون کی گڑ ہیت کیا شے ہے - اجی حضرت ملاں جیون صاحب عالمگیر بادشاہ کے اُستاد تھے - ایک روز جمنا کی سیر کر رہے تھے - کشتی ورے کشتی لے جاتے تھے - ملاں نے دریافت کیا کہاں جاتے ہو وہ بولے جون پور یہ بولے کیا کرایا وہ بولے بارہ آنے - ملاں بارہ آنے دیکر سوار ہوگئے - ادھر بادشاہی دسترخوان لگا مگر ملاں صاحب کی خبر لگی - دریا کی طرف گئے تھے - پھر کیا تھا - مہاجال ڈالا گیا - سوار دوڑے کشتی سے اُتار لائے - بادشاہ نے عرض کی کہاں کا قصد تھا - فرمایا کہ ایہ کم تھا سمجھے کہا گھر ہو آئیں - کہا کیوں کہا برسات ہے گلگلہ کھاتے - باورچی کو حکم گلگلوں کا ہوا - ایک مدت ہوگئی بد مزہ گلگلہ تیار ہوتے بادشاہ نے عرض کی پسند بھی آئے فرمایا بہت اچھے - مگر گھر کے گڑ ہیت کی اور بات ہے ؞

راقم شمشیر مار از شکر گو الیار

تاریخ وفات مصری طوائف از جناب بسمل صاحب دہلوی

یار کو کین نے نہ افیوں نے ؞ کیفیت تیری کھل گئی مصری
یہی تاریخ ہے زرو سے بیتہا ؞ یار کے غم میں گھل گئی مصری
۱۹ ۶ ۰ ۶

نوٹ - حضرت سبحان اللہ آپکی تیر ہا کا ہی عاشق مزاجوں کے لئے شربت قند و نبات ہوگئی

لطیفہ - کسی امیر نے درجہ بدرجہ مباحثہ کو منت بھیجی جاتا - جب مباحثہ کھانے سے فارغ ہوکر صاحب خانہ کے زینہ میں آکھڑے ہوئے اور لگے ہلک سر کی تر نگ میں گفتگو کرنے ایک بھیا ہمکو بلا مہتری نظر نہیں آتا تم جنابکی ایسا رفیق مشفق ہمراز و دمساز جو تمکو ملے دوسرا سو بھیا ہمکو جہ دکھائی نہیں دیتا ہمکو تم ہی نظر آتے تھے - (دیکھا) ہمکو بھی بڑھ کر لگے